© rasailojaraid.com

ایسی معجزہ کی نفی کو (جو قرآن مین ہے) اور اثبات کو (جو حدیث مین ہی) سمجھ لو اُن دونون مین صرف ظاہری تخالف ہے حقیقی تخالف نہین ہی۔ قرآن مین جو نفی ہے وہ خاص اُسی موقع پر ہے جس موقع پر وہ آیۃ قرآن نازل ہوئی ہے۔ اور جو حدیث یا اور آیات قرآن مین معجزات کا اثبات و ذکر ہے یہہ دوسرے مواقع پر ہے۔ اسی قسم کا ظاہری تخالف باہم احادیث مین پایا جاتا ہے۔ ابن خزیمہ محدث کا قول ہے چنانچہ ابن الصلاح نے نقل کیا ہے

لا اعرف انه روی عن النبی صلی الله علیه وسلم حدیثان صحیحان متضادین فمن کان عنده فلیأتنی به لاؤلف بینهما (علوم الحدیث ابن الصلاح) ۱۲	کہ مین کوئی ایسی دو حدیثین صحیح نہین پاتا جن مین آپس مین حقیقی تناقض ہو جسکے پاس ایسی حدیثین ہون وہ میرے پاس لاوے مین اونکو باہم ملا دون۔ ۱۲

ان اعتراضات کے جوابات مین ہمارے علماء نے بہت تفصیل کی ہے اور بالمقابلہ انجیل کا بہت کتابون سے اور ایک انجیل کا دوسری انجیل سے متخالف و متضاد ہونا نہایت بسط سے بیان کیا ہی ہم اون پرانی مباحث کا نقل کرنا پسند نہین کرتے۔ اسبا جو ہمارے خیال مین آیا اُسیکے بیان پر اکتفا کیا گیا۔

نیچریون کے اعتراضات اور اونکی جوابات

(۱) اعتراض ۔ تمام علماء اور محدثین اسبات پر متفق ہین کہ روایت احادیث بلفظ نہین بلکہ بالمعنی ہے یعنی احادیث مرویہ کے لفظ بعینہ وہ لفظ نہین جو رسول خدا نے فرمائے تھے بلکہ راویون نے اونکا مطلب اپنے لفظون مین بیان کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم کی حدیثین بھی ایسی ہین اور اسیطرح جیسی روایت ہوئی ہین پس ہم اسکے ہر ہر لفظ کو مثل وحی کیطرف منسوب نہین کرسکتے بلکہ صحابی اور تابعی کی طرف بھی بالجزم نسبت نہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر سکتے کیونکہ ممکن ہی کہ وہ سب الفاظ اخیر راوی کے ہون جنسے بخاری یا مسلم یا اور کسینے روایت کی بلکہ کیا عجب ہی کہ بعض مقام پر خود بخاری یا دوسری مصنف جامع حدیث کے لفظ ہون (اسکی تائید مین معترض نے دو حدیثین بہی بخاری کی نقل کی ہین جنکے الفاظ مختلف اور معنی ایک ہین - آخر اس بحث وکلام سے یہہ بہی نتیجہ نکالا ہے کہ جسقدر احکام احادیث کے لفظون سی نکالے جاتے ہین وہ سب اجتہادی احکام ہین جو خطاء وصواب دونون کا احتمال رکہتے ہین اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ احکام رسول خدا کے مقصود نہون - **اس** اعتراض سے معترض نے اسلام کے اکثر حصہ پر ہاتہہ صاف کیا ہے کیونکہ اکثر احکام اسلام اسی حدیث کے الفاظ ومعانی سے ثابت ہوتے ہین - معترض نے الفاظ حدیث کو تعیون اوڑادیا ہی کہ یہہ آنحضرت کے الفاظ نہین ہین - معانی کو یون ساقط الاعتبار ٹہرایا کہ یہہ سب علماء کے اجتہادات ہین تو گویا اپنے زعم مین اسلام کا کام تمام کیا لہذا اس اعتراض کا جواب اسلام کے حق جاننے والون کو بہت توجہ سے سننا لازم ہے

جواب - معترض کا سبہی احادیث کو روایت بالمعنے کہنا - پھر اسپر تمام علماء ومحدثین کے اتفاق کا دعوے کرنا محض غلط اور خلاف واقع ہے ؂

تمام محدثین اور علماء کا اتفاق تو دور رہا لاتہہ ہے - معترض ہمکو کسی ایک یا دو عالم محدث کی شہادت سے ثابت کرے کہ جو احادیث کتب حدیث مین موجود ہین یہہ سب بالمعنے روایت کی گئی ہین - ورنہ اس خلاف بیانی سے باز آوے وہ نہ باز آوے تو اسکے اتباع ہی اسکے اس قسم کے دعاوی سے اسکی صداقت وعلمیت کا اندازہ کرین اور اسکے اتباع سے بچین ؂

بیشک اکثر علماء محدثین وفقہا کے نزدیک حدیث کو بالمعنے روایت کرنا خاص ایسے شخص کے لئے جو معنی حدیث سے خوب واقف ہو اور اس تغیر وتبدل کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس سے مراد فوت وفاسد ہو یجانتا ہو) جایز ہے مگر جواز مستلزم وقوع نہین ہوتا یعنی اونکے اس اعتقاد جواز روائیت بالمعنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اونہون نے اس جواز پر عمل بہی کیا ہے اور کسی حدیث کو بالمعنے روائیت کیا ہے چہ جاے کہ سبہی احادیث کو بالمعنے روائیت کیا ہو بلکہ بفظ جواز یہہ تبارہا ہے کہ اسکا خلاف (حدیث کو بلفظ نقل کرنا) انکے نزدیک بہی افضل ہے اور ایسا ہی ان سے بہ تصریح منقول ہے ٭ پہر اس افضل کو چہوڑکر جائیز پر انکا عام عمل فرض وتجویز کرنا کیا معنے رکہتا ہے؟

اور اگر ہم **انکے عمل وروائیت** کو دیکہتے ہین تو صاف پاتے ہین کہ اکثر حدیث کے روائیت کرنیوالے (صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائیمہ محدثین) نے اس جواز پر عمل ہنین کیا۔ بعض نے کیا ہے تو نہائیت کم کیا ہے۔ اکثر احادیث کو بلفظ نقل کیا ہے صرف معدودی چند روایات کو بالمعنے روایت کیا ہے۔

اسپر ہم سردست دو شہادتین پیش کرتے ہین جس مین کسی منصف صاحب عقل کی انکار واخلاف کی گنجایش ہنین ہے۔ ٭

اول یہہ کہ ہم اکثر احادیث کو صدہا راویون سے بیسون کتب حدیث مین متفق اللفظ پاتے ہین جس سے ہم صاف یقین کرتے ہین کہ ان سب راویون نے اس حدیث کو بلفظہ نقل کیا ہے صرف معنی کو روائیت ہنین کیا ٭

اسکی تمثیلات کو ہم ذکر کرین تو گویا ایک کوزہ سے دریا کو نا پین۔ اسلئے ہم بجاے اسکے ناظرین کو یہہ ہدایت کرتے ہین کہ ایک کتاب مشکوۃ ہی کہولکر ملاحظہ کرین کہ اسمین صحیحین وغیرہ صحاح کی متفق اللفظ روائیات کسقدر ہین اور مختلف کسقدر۔ اتنی وسعت وفرصت ہنو

٭ اسبابین محمد بن سیرین کا قول۔ بعض اثار موئیدہ شہادت دوم سب سے اخیر اثر کے ساتہ مذکور ہوگا اور شیخ جلال الدین سیوطی نے تدریب الراوی مین کہاہی جمیعا یتعلق بالجواز ولاشک ان الاولی ایراد الحدیث بالفاظہ دون التصرف فیہ۔ ھکذا فی منہج الوصول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو صرف اسکے خطبہ ؂ ہی دیکھہ لین اسمین روایات مختلف الالفاظ کی قلت کو کس
وضاحت سے بیان کیا ہے۔

مین امید کرتا ہون اور اسپر یقین رکھتا ہون کہ جب کو حدیث کے کوچہ مین اتفاقی گذر
بھی ہوا ہوگا اور اسنے دو چار ورق مشکوۃ یا بلوغ المرام کی احادیث کو اصل کتب حدیث
سے مطابق کرکے دیکھا ہوگا وہ میری اس شہادت (اول) مین سرموی شک نکریگا۔

شہادت دوم - بعض احادیث مین ہم صاف دیکھتے ہین کہ راوی دو لفظ
مترادف (ہم معنے) سے ایک کے ذکر پر اکتفا ہنین کرتا اور دوسرے لفظ کو (باوجودیکہ
اسکے معنے پہلے لفظ مین آجاتے ہین) ترک ہنین کرتا اور شک و تردد کے ساتھہ یون
کہتا ہے کہ آنحضرت یا صحابی یا اور نیچے کے راوی نے یون کہا ہے یا یون فرمایا۔
اور بعض راوی جو الفاظ حدیث مین تردد و شک ظاہر ہنین کرتے وہ اسکے آخر مین یہہ
الفاظ کہدیتے ہین او کما قال و هکذا او نحوہ - یعنے جو ہمنے روایت کیا ہے
بعینہ آنحضرت نے فرمایا ہے یا اسکی مثل یا ہم شکل کچہہ اور فرمایا ہے
ابو الدرداء (صحابی) سے مروی ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے تو فرماتے کہ

کان ابو الدرداء اذا حدث بحدیث عن رسول اللہ صلعم قال هذا و نحوہ او شبہہ	آنحضرت نے یہہ فرمایا اسکی مثل یا متشابہ یا ہم شکل کچہہ اور

ابن مسعود صحابی سے نقل ہے کہ جب وہ آنحضرت سے حدیث نقل کرتے

ان ابن مسعود اذا حدث عن رسول اللہ صلعم و لا یام	اونکا چہرہ خوف کمی بیشی سے متغیر

؂ مشکوۃ کے شروع مین کہا ہے کہ مین مصابیح کی احادیث کو اسیطرح نقل کیا ہے
جیسے کہ آئمہ محدثین بخاری مسلم وغیرہ نے اپنی کتابوں مین روایت کیا ہے پہر کہا ہے کہ اگر
تو میری کتاب کی حدیث اور مصابیح کی حدیث مین کچہہ اختلاف دیکھے تو یہہ طرق حدیث
کے تعدد سے ہے اور اسکو تو بہت ہی کم پاویگا (و قلیلا ما تجد)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقیہ مضمون نمبر ۴

(ہندوستان کے حدیث پر عمل کرنیوالے وہابی نہین)

لائق توجہ گورنمنٹ

مطالب کو غور سے دیکھین گے تو ڈاکٹر صاحب کی یہہ بہی غلطی ظاہر ہوجاوے گی صاحب موصوف نے اول صراط المستقیم کا ذکر کیا ہے (یہہ وہ کتاب ہی جسکو سنہ ۱۲۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۱۸ء مین مولوی محمد اسمعیل صاحب دہلوی نے تصنیف کیا تہا) اس کتاب مین صرف ایک مقام پر جہاد کا ذکر ہے پس صاحب موصوف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷۸ مین جو کچہہ اسکے متعلق لکہا اور ترجمہ کیا ہے وہ بالکل صحیح نہین ہے صحیح یہہ ہے جیسا ہم لکہتے ہین۔

باید دانست کہ جہاد امریست کثیر الفواید عمیم المنافع کہ منفعت آن بوجوہ متعددہ بجمہور انام میرسد مشابہ باران چون منفعتش نبات وحیوان وانسان را احاطہ کردہ ومنافع این امر عظیم دو قسم است منفعت عامہ کہ مومنین مطیعین وکفار متمردین وفساق ومنافقین ملکہ جن وانس وحیوان ونبات دران اشتراک میدارند ومنافع مخصوصہ بجماعات خاصہ یعنی بعضے اشخاص را منفعتے حاصل میشود وبعضے دیگر را منفعتے دیگر اما منفعت عامہ پس بیانش آنکہ چنانکہ بہ تجربہ صحیح ثابت شدہ کہ بسبب عدالت حکام ودیانت اہل معاملات وسخا وجود ارباب اموال ونیک نیتی جمہور انام برکات سماویہ مثل نزول باران بروقت وکثرت نبات وانفاق مکاسب ومعاملات ودفع بلاہا وآفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وسنو اموال وظہور ارباب ہنر کمال بیش از بیش متحقق میگردد وہمچنین مثل آن بلکہ صد چندازان بسبب شوکت دین حق وعروج سلاطین متدینین وظہور حکومت ایشان در اقطار واکناف زمین وقوت عساکر ملت حق وانتشار احکام شرع در قریے وامصار بظہور میرسد چنانچہ حال ہندوستان با حال روم وتوران در نزول برکات سماویہ باید سنجید بلکہ حال ہندوستان را درین جزو زمان کہ سنہ ۱۲۳۳ یکہزار ودوصدوسی وسوم ہست کہ اکثرش درین ایام دارالحرب گردیدہ وبحال ہمین ولایت کہ پیش ازین دو صد یا سہ صد سال بودہ در نزول برکات سماویہ وظہور اولیاے عظام وعلماے کرام قیاس باید کرد ''

علاوہ اسبات کے ڈاکٹر صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ غلط کیا ہے اس جملہ کو بھی ترک کر دیا ہے ود بتجربہ صحیح '' جو تمام عبارت کی بنیاد ہے بلاشبہ مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی کتاب کے اس فقرہ مین عام طور پر جہاد کا ذکر ضرور کیا ہے مگر اس جہاد کا ذکر ہے جسکا وجوب یا جواز بہت سی شرطون کے ساتھہ مشروط ہے کچھہ مولوی اسمعیل صاحب نے سکھون یا ہندون یا انگریزون کا ذکر نہین کیا پس اُن کی ایسی کتاب مین سے جو فقہ کی اور کتابون کی مانند جہاد کی فصل پر بھی مشتمل ہے ڈاکٹر صاحب کا اس خاص فقرہ کو نقل کرنا اور اس پر یہہ رای دینا کہ یہہ انگریزون کی نسبت ہے ہرگز ڈاکٹر صاحب کے شایان حال نہین ہے جہان مولوی اسمعیل صاحب نے حکام کے انصاف اور اہل معاملات کی دیانت اور مالداروں کی سخاوت کا ذکر کیا ہے وہان مولوی اسمعیل صاحب نے خاص مسلمان حاکمون کا انصاف وغیرہ مراد نہین لیا بلکہ علے العموم اسکا یہہ مطلب ہے کہ جو لوگ خواہ وہ کسی مذہب کے ہون ان صفات کے ساتھہ موصوف ہونگے وہ خدا کے فضل و کرم کے مستحق ہونگے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اسبات پر بھی گرفت کی ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب نے اپنی کتاب مین ہندوستان کی اس حالت سے جو سولھوین اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سترہوین صدی مین تہی اور اس حالت سے جو انیسوین صدی مین ہے باہم مقابلہ کیا جاوے جس سے گورنمنٹ انگریزی کے عہد کی بڑائی ثابت ہوتی ہے مگر مقام تعجب کا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی اس راے کے ظاہر کرتے وقت اسبات کا خیال نکیا کہ اٹھارہوین صدی کے وسط زمانہ تک تو ہندوستان مین مسلمانونکی ہی حکومت رہی تہی اور مولوی اسمعیل صاحب نے اپنے اس بیان مین اس عہد کو بہی سنہ ۱۸۱۸ء کی مانند برا بیان کیا ہے پس اگر مولوی اسمعیل کے بیان کی نسبت یہہ گرفت صحیح خیال کیجاوے تو یہہ بات سمجھہ مین نہین آتی کہ اگر مولوی اسمعیل صاحب اٹھاروین صدی کے وسط مین ہوتے تو وہ خود اپنے ہی گورنمنٹ کے حق مین جہاد کا وعظ کہنا کیسے جایز سمجھتے ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے لفظ دار الحرب کے ترجمہ کی صحت کا بہی خیال نہین فرمایا کیونکہ انہون نے اسکا ترجمہ دشمن کا گہر لکہا ہے اِسلیئے کہ اس صورت مین انہین کے دلایل کے بموجب وہ تمام مسلمانون کو بغاوت سے باز رکہتا ہے

جو مضمون اس عالم ڈاکٹر نے انگلستان مین مطبوعہ ۱۶ امی سنہ ۱۸۷۱ء مین چہپوایا ہے اِسکا بہی خلاصہ ذیل مین لکہا جاتا ہے۔ ہم یہہ بات ثابت کر چکے ہین کہ مسلمانون کی تمام معتبر کتابونکے بموجب ہندوستان دار الاسلام نہین رہا بلکہ اب دار الحرب ہو گیا ہے پس جو مسلمان رعایا اب زیادہ پر جوش ہے خود اِسکی حق مین نیز ہماری حق مین بہی یہہ بات کچہہ خفیف نہین ہے کہ ہندوستان اب دار الحرب ہو گیا ہے اور اس صورت مین ان پر ہم سے بغاوت کرنا اور اس کو پہر دار الاسلام بنانا فرض نہین ہے مگر ہم اپنے پہلے مضامین مین یہہ بات ثابت کر چکے ہین کہ ہندوستان اب دشمن کا ملک ہے اِس سبب سے اس زمانہ کے مسلمانون کو اپنی کتابون کے بموجب فرض ہے کہ وہ ساکت رہین کیونکہ اس کی جوابدہی اُن کے ذمہ نہین ہے بلکہ اِسمین خدا کی مشیت غالب ہے اور بغاوت کرنے سے جن خطرات کا احتمال اُن کے مذہب کی نسبت ہے وہ احتمال اسبات پر انکو مجبور کرتا ہے کہ وہ جہاد کو ناجایز سمجہین ٭

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صراط المستقیم اُن چودہ کتابوں مین سے پہلی کتاب ہے جنکی نسبت ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۶ مین یہہ تحریر فرمایا ہی کہ وہ ”جن کتابونکے وہابی لوگ زیادہ معتقد ہین انکے نام سننے سی یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان مین بغاوت اور فساد کا ذکر ہی“ مگر مین اپنے پہلے مضمون مین یہہ بات بخوبی ثابت کرچکا ہون کہ اس کتاب کو گورنمنٹ انگریزی پر جہاد کرنے سے کچھہ تعلق نہین ہی ایک اور مقام پر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۵ و ۶۶ مین پیشین گوئیون کی ایک نظم رسالہ کا ذکر کیا ہے مگر میری دانست مین جو مطلب اسکا ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے بیان کیا ہے وہ محض غلط ہے اس لئے کہ وہ رسالہ اور مثنوی جسکو مولوی کرم علی ساکن کانپور نے تصنیف کیا تہا سنہ ۱۸۲۴ء اور سنہ ۱۸۳۰ء کے درمیان اسوقت تصنیف ہوئی تہی جو سید احمد صاحب سکہون پر جہاد کررہے تہی پس ایسی کتابون اور ایسے رسالون کے ذکر کرنے سے بجز اسکے کہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب کی رونق تصور کی ہے اور کچھہ فایدہ نہین ہی اور جن دلایل سے اُنہون نے اس امر کا ثبوت چاہا ہے کہ ملکہ معظمہ پر جہاد کرنا مسلمانون کا فرض ہے ان دلایل کو ان رسالون اور قصیدون کے ذکر سے کچھہ بہی تقویت نہین ہوتی اور جب ان رسالون کے معنے کو غور سے دیکہا جاتا ہے توکوئی بات ان مین ایسی نہین معلوم ہوتی جسکی نسبت یہہ گمان ہوسکے کہ وہ گورنمنٹ انگریزی سے لوگون کو باغی بنانے کے لئے لکہے گئے تہے اور اگر اس مضمون کے دیکہنے والے اسبات کا خیال کرین کہ یہہ رسالے کس زمانہ مین تصنیف ہوئے تہی تو اُنکو خود ہی معلوم ہوجاویگا کہ اُنمین دراصل کن لوگون سے خطاب ہے اور اس سبب سے مین ڈاکٹر صاحب کے اس فقرہ کی صحت و عدم صحت کا تصفیہ ناظرین حق پسند کی منصفانہ رای پر چہوڑتا ہون کہ

دگہیون نے نظم و نثر مین انگریزون پر جہاد کرنے کے باب مین اس کثرت سے کتابین

© rasailojaraid.com